رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام حضرت مسیح موعود)

Digtized by Khilafat Library

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۱۴ - دسمبر ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۹ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ | نمبر ۴۴

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۰ تاریخ رات کو دارالامان تشریف لے آئے۔ آتے وقت حضور کی طبیعت کسی قدر ناساز ہو گئی۔ لیکن اب خدا کے فضل وکرم سے آرام ہے۔

۱۰ تاریخ پونے تین بجے شام زلزلہ کا ایک نہایت خفیف سا جھٹکا محسوس ہوا

جناب حافظ روشن علی صاحب اپنے بڑے بھائی کی بیماری کی اطلاع آنے پر وطن تشریف لیگئے ہیں۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے بھائی کو شفا دے

دو تین دن کا آسمان ابر آلود ہے۔ آج ۱۳ دسمبر کو کسی قدر بارش بھی ہوئی۔

اخبار احمدیہ

طرابلس میں تبلیغ احمدیت

بابو عبداللہ خاں صاحب طرابلس سے ایک خوشخبری لکھتے ہیں جسے ہم احمدی احباب تک نہایت خوشی کے ساتھ پہنچاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ "آج کا دن میرے لئے ایک بڑا ہی خوشی کا دن ہے۔ میں ایک مقام خان آبادی یا غان ابدی میں مقیم ہوں۔ جہاں لوگوں کو اشتہارات سلسلہ و شرائط بیعت وغیرہ دکھائے۔ اور ٹوٹی پھوٹی عربی میں تبلیغ شروع کر دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کئی لوگ قائل ہو گئے۔

مجھے ایک شخص جس کا نام علی ابن عبدالقادر تھا اور جس کا مکان یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اتفاقاً مل گیا۔ جس سے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ تین برس سے احمدی ہے۔ اس نے کھول کھول کر مسیح ابن مریم کی وفات کو پیش کیا۔ اور ثابت کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح الموعود والمہدی المعہود ہیں۔ اور میں ان کے تمام دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ میرا دل اس کی یہ بات سنکر باغ باغ ہو گیا۔ یہاں کے لوگ احمدیت کے بہت ہی قریب اور بہت ہی مانوس معلوم ہوتے ہیں۔ اگر چار کوئی مبلغ ادھر آ جائیں تو انشاء اللہ بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔

مجھے شخص مذکور کا ایک لفظ بہت ہی پسند آیا۔

اس نے اپنے اس لفافے میرے دل کو چھین لیا۔ اس نے کہا "انا احمدی"، میں نے پوچھا کب سے اس نے جواب دیا "منذ عشرین سنۃ" اس شخص نے قادیان میں خط و کتابت کرنے کا وعدہ کیا اور کہا کہ اب کھلے کھلے طور پر تبلیغ کیا کریگا۔

جشن فتح کا جلسہ برہمن بڑیہ میں

بنگال گورنمنٹ نے جشن فتح منانے کے لئے ۲۹ - تاریخ ماہ نومبر مقرر کی تھی۔ چنانچہ اس تقریب پر ایک جلسہ انجمن احمدیہ برہمن بڑیہ کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ علاوہ برہمن بڑیہ کے احمدیوں کے نواح کے احمدی بھی شامل تھے۔ اس تقریب پر تقریریں ہوئیں۔ اور مبارکبادی اور اطلاع جشن کا تار گورنر صاحب بنگال کو دیا گیا۔ اور ۳۰ ماہ نومبر کو دوسرا جلسہ ہوا۔ اور مختلف مضامین پر لیکچر ہوئے۔

انجمن احمدیہ بنگہ کا جشن فتح

میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۰ - نومبر ۱۹۱۸ء کو سرکار انگریزی کی فتح کی تقریب پر احمدی احباب نے مل کر جلسہ کیا حکومت کے استحکام کے لئے دعائیں کیں۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور مبارکبادی کے تار لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جالندھر کو ارسال کئے گئے۔ دونوں جگہ سے خوشنودی کی چٹھیاں آئی ہیں۔

رسالہ اشاعت اسلام کی خریداری سے بیزاری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسوقت جب کہ خواجہ کمال الدین نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو غیر احمدیوں کے ہاتھ بایں شرط فروخت کرنا چاہا تھا کہ عام اسلامی مضامین ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کا کوئی ذکر اس میں نہوا کرے اس تجویز کی مخالفت میں فرمایا تھا کہ تم اگر میرے وجود کو الگ کروگے تو وہ کونسا اسلام ہے۔ جو یورپ کے سامنے پیش کروگے۔ کیا مردہ اسلام جس میں زندگی کی روح پھونکنے کے لئے میں مبعوث ہوا ہوں اسوقت تو خواجہ اور ان کے ہم نوا خاموش ہو رہے۔ ہاں مولوی محمد علی صاحب نے بھی اس خواجہ شاہی تجویز کی مخالفت میں پورا زور لگایا تھا۔ مگر زمانہ بدل گیا۔ حضور علیہ السلام مرفوع ہو چکے۔ خواجہ صاحب کی دبی ہوئی آگ بھڑک اٹھی۔ ریویو پر زور نہ چلا تو اسلامک ریویو نکالا جس کا ترجمہ اشاعت اسلام کے نام سے شائع ہوتا ہے اس رسالہ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب کا نام نہ آئے۔ لیکن وہ لوگ جو واقعی طور پر زندہ اسلام سے واقف ہونا چاہتے ہیں وہ رسالہ اشاعت اسلام کے اس التزام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

چنانچہ ہمیں میسور سے ایک خط موصول ہوا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

"ہم لوگ ۲ سال سے رسالہ اشاعت اسلام کے خریدار ہیں۔ اب چونکہ بفضل مولا ہم احمدی ہوگئے ہیں۔ اور رسالہ اشاعت اسلام کے کسی پرچہ میں ہم نے حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں دیکھا۔ جس کا ہم لوگوں کو سخت افسوس ہے۔ بلکہ ہر ایک وہ شخص جس کے دل میں حضرت مسیح موعود کی ذرہ بھر بھی الفت ہوگی وہ ہمارے خیال کی تائید کرے گا۔ لہذا ہم آئندہ کو اس کے خریدار نہیں رہ سکتے۔ افسوس صد افسوس خداوند کریم تو وعدہ کرتا ہے۔ کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ لیکن مسیح موعود کے روحانی فرزند ہونے کا دعویٰ کرنے والے بھول کر بھی ذکر نہ کریں۔ امید ہے مولوی صدر الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب اس کی معقول وجہ سے اطلاع دیکر شاد فرمائینگے۔"

خاکسار میر کلیم اللہ میل کنڈکٹر۔ ریاست میسور

درخواست دعا

چودھری نواب الدین صاحب اور ان کا پوتا بشیر احمد اور برادر غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی کی اہلیہ بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

نماز جنازہ

میاں عبد الرحمن صاحب کلرک ۱۴ ایلوینز جہلم کی والدہ اور چھوٹا بھائی میاں محمد ابراہیم صاحب کوئٹہ کی اہلیہ منشی فیاض علی صاحب کپورتھلوی کی اہلیہ مرزا رحمت بیگ صاحب ولد مرزا رحیم بیگ صاحب دھرم سالہ اہلیہ حکیم بشیر احمد صاحب نالوڈگر۔ میاں کرم الٰہی صاحب پتال سید حسن علی شاہ صاحب وا کبر علی شاہ صاحب واللہ دتا صاحب سکنہ دھیوالہ سیداں - میاں غلام قادر صاحب نارووال۔ بلقیس فاطمہ صاحبہ بنت بابو محمد بخش صاحب سب پوسٹماسٹر کلانور فوت ہوگئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں

چند ضروری کتابیں

حقیقۃ الرویاء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریروں کا مجموعہ جس میں خواب رویاء کشف اور الہام کی حقیقت کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ہر ایک احمدی کے لیے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۱۰

قبولیت دعا کے طریق اس رسالہ میں دعا کے قبول ہونے کے طریق فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی درج ہیں جو نہایت کامیاب ثابت ہو رہے ہیں اب دوسری دفعہ یہ رسالہ شائع ہوا ہے۔ قیمت ۳

صداقت مسیح موعود - جناب حافظ روشن علی صاحب کی ایک زبردست تقریر ہے۔ چند نسخے بچے ہیں۔ قیمت ۲

تردید کتاب کلمہ فضل رحمانی - اس میں قاضی فضل احمد لدھیانوی کی کتاب کی تردید اسکی اپنی زبانی درج ہے جو عدالت کی مصدقہ ہے۔ قیمت ۳ ملنے کا پتہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۴- دسمبر ۱۹۱۸ء

ظلم و ستم کی حد ہو گئی

گورنمنٹ صوبہ بہار کیوں توجہ نہیں کرتی

بیچارے احمدیان کٹک و مضافات کٹک کو باوجود گورنمنٹ برطانیہ کی نہایت امن پسند اور وفادار رعایا ہونے کے مخالفین کی طرف سے جس قدر دکھ اور تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ جس قدر مصائب و آلام میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ اور جس قدر ظلم و ستم کا ہدف بنایا جا رہا ہے۔ وہ نہایت ہی جگر دوز اور قلب پاش ہے۔ اور ہم اپنے ان بیکس اور بے بس بھائیوں کی حالت زار کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ انگریزی ایسی زبردست اور مضبوط حکومت کے ہوتے ہوئے۔ جس نے ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ صوبہ بہار کے غیر احمدیوں کو اس قدر ظلم و ستم کرنے۔ اور ایک امن پسند جماعت کے افراد کو ستانے اور دکھ دینے کی کیونکر جرأت ہو رہی ہے۔ اور کیوں وہ دن بدن اس میں ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ ہم ان لوگوں کی حد سے بڑھی ہوئی شرارتوں۔ اور کینہ توزیوں کی طرف گورنمنٹ صوبہ بہار و اڑیسہ کو توجہ دلا چکے ہیں۔ اور بتا چکے ہیں۔ کہ یہ لوگ فتنہ پردازی اور شر انگیزی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ نہ صرف بیچارے غریب اور بیکس احمدیوں پر طرح طرح کے ستم توڑ رہے ہیں۔ بلکہ نہایت بے باکی اور جسارت کے ساتھ ان مظالم کو فخریہ رنگ میں اخباروں میں شائع بھی کرا رہے ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ گورنمنٹ صوبہ بہار ہماری اس صدائے احتجاج پر فوری توجہ کریگی۔ اور ان جفاکار اور ستم شعار لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر آئندہ ہر قسم کی زیادتیوں سے باز رکھیگی۔ لیکن افسوس اور ہزار افسوس کہ گورنمنٹ نے ذرا بھی توجہ نہیں کی جس کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے۔ کہ شریر اور جفاکار لوگ اپنی شرارتوں اور جفاکاریوں میں دن بدن ترقی کر رہے ہیں۔ اور احمدیوں کو ستانے اور دکھ دینے میں حد سے گذر گئے ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں پے در پے اطلاعیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ہم بیتاب ہو ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے بے چین دل کو اس طرح تسلی دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ شاید اب ہی اس صوبہ کی گورنمنٹ کو احمدیوں کے حال زار پر رحم آئے۔ اور وہ انھیں ظالموں کے پنجہ سے چھوڑانے کی فکر کرے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو ہمارے ان بھائیوں کو بڑے بڑے ابتلاؤں اور آزمائشوں میں ڈال کر کندن بنانا منظور ہے۔ اس لئے صوبہ بہار کی گورنمنٹ کے کان اس قدر بہرے ہو گئے ہیں۔ کہ اسے تا حال ان بیچاروں کی آہ و زاری اور چیخ و پکار اپنی طرف متوجہ کرنے میں ذرا بھی کامیاب نہیں ہو سکی۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ مظالم اور جفاکاریوں کا نشانہ ہو رہے ہیں۔ اگرچہ ہم ان تازہ جفاکاریوں اور ستم شعاریوں سے بخوبی آگاہ ہو چکے تھے تاہم ہم نے اس وقت ان کا ذکر اخبار کے صفحات پر کرنا اس لئے مناسب نہیں سمجھا تھا۔ کہ جس طرح ان سے ہمارا سینہ غم و الم سے بھر گیا ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کے ان بیشمار انسانوں کے قلوب پر بھی چوٹ نہ لگے۔ جو ملک کے ہر حصے اور ہر علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن اب جبکہ ہمارے بھائیوں پر ظلم و ستم کرنے والے جفاکاروں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ وہ اپنی سیہ کاری اور بدکرداری کو بطور فخر شائع کر کے دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تحریک کر رہے ہیں۔ تو ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک بار پھر گورنمنٹ صوبہ بہار کو کھلے طور پر توجہ دلائیں۔ اور اسے ان فرائض سے آگاہ کریں جو رعایا کے ہر ایک طبقہ کی جان و مال عزت و آبرو کے متعلق اسپر عائد ہوتے ہیں

پہلی دفعہ جب ہم نے اپنے کٹک کے احمدی بھائیوں کی حالت زار پر گورنمنٹ صوبہ بہار کو توجہ دلائی تھی۔ تو اس وقت بھی ان پر ظلم و ستم کرنے والے جفاکار لوگوں کا اپنا ہی بیان پیش کیا تھا۔ جو اخبار اہلحدیث میں شائع ہوا تھا۔ اور جس میں نہایت بیباکی سے انھوں نے اپنی وحشت اور درندگی کا فخریہ طور پر اظہار کیا تھا۔ اور اب تازہ جور و جفا کے ثبوت میں بھی ان کا اپنا ہی بیان پیش کرتے ہیں۔ جو ۶- دسمبر ۱۹۱۸ء کے اخبار اہلحدیث میں بعنوان "بڑی زبردستی ہے"۔ شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"کٹک کے ایک قادیانی کی عورت مرگئی ہے۔ اسے مسلمان اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیتے تھے۔ مگر قادیانیوں نے زبردستی اسے وہاں دفن کر دیا۔ جب مسلمانوں کو یہ علم ہوا تو انھوں نے اس لاش کو نکال کر اس شخص کے دروازے پر ڈال آئے۔ جس کا وہ مردہ تھا۔

نامہ نگار"

ان الفاظ میں جس زبردستی کا اظہار کیا گیا ہے وہ ہماری جماعت کے لئے نہایت ہی اندوہناک

اور روح فرسا ہے۔ اور اس سے ان ظالم اور جفا کار لوگوں کی چیرہ دستی اور درندگی صاف ظاہر ہے۔ لیکن اسے جائز ثابت کرنے کے لئے یہ شیطنت اختیار کی گئی ہے۔ کہ احمدیوں کو زبردستی مردہ دفن کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس بات کی تردید خود ان کا اپنا بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر احمدی اپنے مردہ کو زبردستی قبرستان میں دفن کر سکتے تھے۔ تو پھر وہ نہ اکھیڑ دئے جانے والے بدذاتوں کو ان کی اس وحشیانہ حرکت سے بھی زبردستی باز رکھ سکتے۔ اور اپنے مردہ کو خراب کرانے سے روک سکتے تھے۔ لیکن اس بات کا خود اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ لاش کو نکال کر اس شخص کے دروازہ پر ڈال دیا گیا۔ جس کا وہ مردہ تھا۔ پس یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے کہ احمدیوں نے قبرستان میں زبردستی مردہ کو دفن کر دیا۔ اول تو وہاں بیچارے احمدی اپنے درندہ سیرت دشمنوں کے مقابلہ میں ہیں ہی مٹھی بھر دوسرے ان کو بانی سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جو تعلیم دی گئی ہے۔ اور جس کا ہر ایک احمدی نے فرداً فرداً بایں الفاظ اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ

"عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے۔ نہ کسی اور طرح سے"

پس جن لوگوں کو یہ تعلیم دی گئی ہو۔ اور جن کے مذہبی عقائد میں ایسی تعلیم داخل ہو۔ ان کے متعلق یہ کہنا کہ کسی معاملہ میں انھوں نے زبردستی سے کام لیا ہے محض شرارت اور بیہودہ سرائی ہے۔ اگر کشتگک کے احمدی اپنے پیشوا کی اس پاک تعلیم کے پابند نہ ہوتے۔ تو خواہ وہ کتنے ہی تھوڑے تھے۔ تاہم کبھی کے تنگ آ کر جنگ آمد کی اصل پر کاربند ہو کر کچھ نہ کچھ کر دکھلاتے۔ اور اس طرح خاموش بیٹھ کر بدترین مظالم کا شکار نہ ہوتے۔ لیکن انھوں نے اپنے اس وقت تک کے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ باوجود مظلوم ہونے کے اور باوجود ستم رسیدہ ہونے کے خاموش اور حد سے زیادہ تنگ کئے جانے پر چپکے بیٹھے ظالموں اور جفا کاروں کی ایذا رسانیوں کا ہدف بن رہے ہیں۔ اور اسی لئے ان کے وحشی دشمنوں کو ان پر نت نئے ستم کرنے کی جرأت ہو رہی ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ جس قدر دردناک ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اور اس سے ہمارے قلب پر جو کچھ گذر رہی ہے۔ اسے خدا ہی جانتا ہے۔ اور اسی کے حضور ہماری داد فریاد ہے۔ الغرض افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد لیکن چونکہ اسی نے گورنمنٹ انگریزی کو ہندوستان کی حکمرانی دے رکھی ہے۔ اس لئے ہم اسے درد بھرے دل مضطرب قلب اور آنسو بھری آنکھوں سے مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ وہ ذرا غور تو کرے۔ کہ اس کے زیر سایہ اسکی حکومت میں۔ اسکی سلطنت میں یہ کیسا اندھیر ہو رہا ہے۔ اور بیچارے احمدیان کٹک پر کس قدر ظلم و ستم کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ بھی اسی گورنمنٹ کی رعایا ہیں۔ اور بڑی وفادار اور امن پسند رعایا ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انکی جان و مال عزت و آبرو ننگ و ناموس کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور کیوں انھیں سہام مظالم کا ہدف بننے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ خدا کے لئے ہاں اس خدا کے لئے جس کی یہ شان ہے یؤتی ملکہ من یشاء ہمارے مظلوم بھائیوں کی ستم رسیدہ حالت پر توجہ کی جائے۔ اور اپنی سلطنت کے بقا اور استحکام کے لئے ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھی جائے۔ اور ان کے بے قرار دلوں کو تسلی دی جائے۔ اور ان کی عزت و آبرو جان و مال کی حفاظت کی جائے اور ظالموں کو ان کے ظلموں کی سزا دی جائے۔

گورنمنٹ صوبہ بہار نے اسوقت تک اس معاملہ میں جس قدر سہل انگاری کا ثبوت دیا ہے وہ نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ اور اسی وجہ سے روز بروز بیچارے احمدیوں پر بیش از بیش مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ اور اب حالت نہایت خطرناک ہو چکی ہے۔ زندوں کو تکالیف پہنچانے سے گذر کر مردوں کو ذلیل و رسوا کرنے تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ اور یہ زندوں کے لئے خواہ وہ کتنے ہی کمزور اور تھوڑے ہیں ایسی ہتک ہے کہ جو ان کے پیمانہ صبر کو چھلکا دینے کا موجب ہو سکتی ہے۔ پس گورنمنٹ کو اس نازک حالت کا پورا پورا احساس کر کے ظالم اور جفا کار لوگوں کا بہت جلد انتظام کرنا چاہئے۔ اور احمدیوں کی تکالیف کے دور کرنے میں اپنی پوری قوت اور طاقت کو استعمال کرنا چاہیئے۔

احمدیان کٹک کا پائے ثبات

اوپر کا مضمون قلمبند ہو چکنے کے بعد ۹ تاریخ عزیزم سید صمصام الدین صاحب سونگڑہ ضلع کٹک کی طرف سے ایک خط موصول ہوا ہے۔ جس میں انھوں نے نہایت مختصر مگر دردناک الفاظ میں احمدیوں کی حالت زار کا ذکر کرنے کے بعد درخواست دعا کی ہے۔ امید ہے کہ احباب اس مخلص جماعت کے لئے خاص دعائیں کرینگے کہ خدا تعالیٰ اس کی مشکلات کو دور کر دے۔ اور ان کے دشمنوں کو عقل و سمجھ عطا کرے۔ تاکہ وہ درندگی اور وحشت کو ترک کر کے انسانیت اختیار کریں۔

سید صمصام الدین صاحب کی درخواست حسب ذیل ہے۔

برادران و بزرگان ملت السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ آج مدت کے بعد میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ چند حروف لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔ امید ہے کہ احباب ہماری دردناک حالت کو بھولے نہیں ہونگے۔ کیونکہ اخبار الفضل میں اس کے متعلق مسلسل کئی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ سونگڑہ کٹک پر غیر احمدیوں کی طرف سے دردناک اور افسوسناک ظلم ہو رہا ہے جس کو برداشت کرتے کرتے

قریبًا دو سال کا عرصہ ہوتا ہے - فی الحقیقت نہ میری قلم چلتی ہے - اور نہ میں وہ الفاظ پاتا ہوں - کہ یہاں کی مختصر جماعت کی تکلیف و درد کو آپ لوگوں کے سامنے بیان کر دوں - بس اللہ ہی جانتا ہے کہ جماعت اندنوں کیا کیا مشکلات اور کیا کیا تکالیف جھیل رہی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے - کہ اب تک بفضلہ تعالیٰ ثابت قدم ہے - الحمد للہ - آپ کے ذریعہ عاجز جماعت کی خدمت در دول سے دعا فرمادیں اور عنداللہ ماجور ہوں والسلام

اس درخواست کو پڑھ کر جہاں ہمیں اپنے بھائیوں کی تکالیف اور مصیبتوں سے سخت رنج اور دکھ پہنچنا قدرتی امر ہے - وہاں ہمارے لئے یہ بات بڑی خوشی اور فرحت کی بھی ہے - کہ ہمارے ان گرفتاران مصائب احباب کے پائے ثبات کو دشمنوں کی شرارتوں اور حد سے بڑھی ہوئی تکلیفوں کی وجہ سے ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی - اور وہ خدا کے فضل و کرم اور اسی کی توفیق سے مومنانہ صبر اور متقیانہ طریق کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں - جس کے لئے ہم انھیں تہِ دل سے مبارکباد کہتے ہوئے - اس اجر عظیم کی خوشخبری سناتے ہیں جو ان جیسی حالت میں سے گذرنے والے مومنوں کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر کیا ہوا ہے - اگرچہ ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں - تاہم ان برادرانہ تعلقات کی بنا پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں قائم کر دیئے ہیں کہتے ہیں - کہ آئندہ بھی ہمارے کٹک کے بھائی پہلے سے بھی بڑھ کر صبر اور تحمل ثبات و استقلال کا ثبوت دیکر اپنے نادان اور وحشی دشمنوں پر ثابت کر دیں - کہ ان کا بڑے سے بڑا ظلم و ستم اور جور و جفا راہ راست سے ہٹانے میں پرپشہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتا - اور انکی جفاکاری اور ستم شعاری کے باعث وہ اس نور سے ہرگز منہ نہیں موڑ سکتے - جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ انھیں حاصل ہوا ہے - اور جس کی وجہ ان کے سینے منور اور قلب روشن ہو گئے ہیں کاش نادان دشمن ہمارے بھائیوں کے اس صبر اور استقلال سے ہی نصیحت حاصل کریں کہ باطل پر چلنے والوں کے یہ حوصلے نہیں ہوا کرتے -

ہز آنر سر مائکل اوڈوائر کی یادگار

ہز آنر سر مائکل اوڈوائر بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کا عہد حکومت اگرچہ جنگ و جدل کے پرخوف ایام کی وجہ سے نہایت نازک گذرا لیکن جس خوبی اور عمدگی سے آپ نے حکمرانی کی ہے - وہ محتاج بیان نہیں اگر ایک طرف صوبہ پنجاب کو سڈیشن اور غداری کے جراثیم سے پاک کرنے اور مرتشی اور خائن عمال کو کیفر کردار تک پہنچانے میں آپ کی بینظیر قوت انتظامی کا اظہار ہوا ہے - تو دوسری طرف جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے صوبہ ہذا سے جو نمایاں طور ممتاز امداد حاصل ہوئی ہے - اور جس خوبی سے ہر قسم کے ذرائع کو کام میں لایا گیا - وہ بھی آپ ہی کی قابلیت اور مدبرانہ حکمرانی کا نتیجہ ہے - ان کارناموں کی وجہ سے ہز آنر سر مائکل اوڈوائر لفٹنٹ گورنر پنجاب خاص طور پر قابل عزت اور عظمت ہو گئے ہیں - چونکہ آپ عنقریب اپنے عہدہ جلیلہ سے سبکدوش ہونے والے ہیں - اس لئے نہایت مناسب اور موزوں تحریک شروع ہوئی ہے کہ جس طرح آپ کے عہد حکومت کے کارنامے مخصوص درجہ حاصل کر چکے ہیں - اسی طرح آپ کی یادگار بھی کوئی ایسی تجویز ہونی چاہیئے - جو خاص امتیاز رکھتی ہو - چنانچہ چھاؤنی لاہور کے سپاہیوں کے تفریحی فنڈ [illegible] کے سالانہ جلسہ پر سر ہنری رالنسن کی تحریک پر قرار پایا ہے - کہ ہز آنر کی یادگار میں "اوڈوائر سولجرز کلب" کو کلب کی عمارت بنا کر ایک مستقل یادگار کی صورت میں قائم کیا جائے اور ہندوستانی سپاہیوں کے لئے بھی ایسا ہی انسٹیٹیوٹ چھاؤنی لاہور میں قائم کیا جائے -

سر ہنری رالنسن نے مذکورہ بالا تجویز پیش کرتے ہوئے جو تقریر کی وہ نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہے - انھوں نے کہا کہ پنجاب کے ایک سب سے بڑے لفٹنٹ گورنر کی یادگار لارنس ہال میں عمدہ طریق سے ان کی تصویر آویزاں کر دینے سے بڑھ کر ہونی چاہئے - جیسا کہ دو سابق لفٹنٹ گورنروں سر جان لارینس اور سر رابرٹ منٹگمری کی ایسی ہی مستقل قسم کی یادگاریں ان کی ان خدمات کے اعتراف کے طور پر قائم کی گئی ہیں - جو انھوں نے ایام غدر میں انجام دیں - اب ایک تیسرے مستقل کا وقت آگیا ہے جس نے دو و تفکر آمیز زمانہ میں سر اوڈوائر نے پنجاب اور اس کی نامور سروسوں کی رہنمائی فرمائی اس کی تشریح کرتے ہوئے سر راؔلنسن نے کہا کہ سپاہ لاہور کے سامان مسرت و بہبودی کے ساتھ صوبہ کے سب سے بڑے لفٹنٹ گورنر سر اوڈوائر کے نام کی شمولیت ہز آنر کی دائمی یادگار کا موزوں وسیلہ ہوگی - کیونکہ سپاہ کی بہبودی ہمیشہ ان کا نصب العین رہا ہے -

امید ہے کہ اس تجویز کو عمل جامہ پہنانے کے لئے باشندگان پنجاب نہایت فراخ حوصلگی کا اظہار کریں گے - اور کافی سرمایہ بہم پہنچانے میں سرگرم حصہ لیں گے -

پیسہ اخبار کی جا بیجا نیش زنی

۴- ماہ حال کو آریہ سماج لاہور کے مناظرہ ماسٹر رکھی رام صاحب کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل تعلیم یافتہ مصر کا قرآن شریف اور وید کے الہامی ہونے پر جو مباحثہ ہوا ہے اور جس میں خدا کے فضل و کرم سے ہمیں ایسی کامیابی ہوئی ہے - کہ غیر احمدی احباب بھی پھولے نہ سماتے تھے - اس کے متعلق "حاجی مولوی محبوب عالم صاحب" کے "پیسہ اخبار" نے کچھ اس قسم کے ریمارکس کئے ہیں جن کا کسی مسلمان کہلانے والے انسان کے قلم سے [illegible] تو الگ رہا معمولی [illegible] اور عقل [illegible] شخص کے قلم

نکلنا بھی ممکن نہیں۔ مثلاً ایک طرف تو "پیسہ اخبار" یہ لکھتا ہے۔ کہ

"قادیانی مرزائیوں کی طرف سے مسٹر عبدالرحمن مرزائی سند یافتہ مصری یونیورسٹی مناظر تھے"

اور دوسری طرف چند ہی سطور کے بعد بغض اور عداوت سے اندھا ہو کر اپنی جہالت کا اس طرح ثبوت دیتا ہے۔ کہ "مسٹر عبدالرحمن مرزائی قرآن شریف غلط پڑھتے تھے"۔ اس سے بڑھ کر دروغگو را حافظہ نباشد کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیا کوئی باہوش انسان پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل۔ مصر کے تعلیم یافتہ اور ایک دینی مدرسے کے پروفیسر کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ قرآن غلط پڑھتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ لیکن علم عربی کے دشمن "پیسہ اخبار" کو دیکھئے۔ کہ ایک ایسے انسان کے متعلق جسے وہ خود بھی مصری یونیورسٹی کا سند یافتہ قرار دیتا ہے کیا کہہ رہا ہے۔ اسی سے اس کے دوسرے بیچارگی کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کہاں تک عقل و فکر سے کام لے کر لکھے گئے ہیں اور ان میں کس قدر صداقت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ امر قابل افسوس تھا کہ ایک اسلام کا دعوی کرنے والے اخبار نے محض بغض و عداوت کی وجہ سے ان لوگوں کے مقابلہ میں جن کی نسبت ہم بہرحال اس سے زیادہ عزیز کا تعلق رکھتے ہیں غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کی حالت پر نظر کرتے ہوئے اس کی اس بیجا اور ناجائز حرکت پر کسی قسم کا افسوس کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ آجکل یہ اخبار ایسے ہاتھوں میں ہے۔ جو عزیز ترین مولوی حاجی محبوب عالم صاحب مالک اخبار کو بھی نادم اور شرمسار کرنے والے اسباب مہیا کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اور انہیں بھی پبلک میں خفیف اور ہلکا ثابت کرنے سے باز نہیں رہتے۔ چنانچہ پیسہ اخبار کا ۸- ماہ حال کا پرچہ اس کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس میں مولوی محبوب عالم صاحب کا جو کہ آجکل ولایت گئے ہوئے ہیں۔ ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ کہ

"اس ہفتہ میں اخبار کے لئے کوئی الگ خط نہیں لکھ سکتا۔ اس خط کی جس قدر باتیں مناسب سمجھو اقتباس کر کے اخبار میں چھاپ دینا۔ اور یہ لکھ دینا کہ **ہم ملک معظم اور انگریزی قوم کے مہمان سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہماری خوب آؤ بھگت ہوتی ہے**"

بندہ محبوب عالم"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ پرائیویٹ طور پر لکھے گئے ہیں۔ نہ کہ اخبار میں شائع کرنے کے لئے۔ کیونکہ ہدایت کی گئی ہے۔ کہ "اس خط کی جس قدر باتیں مناسب سمجھو اقتباس کر کے اخبار میں چھاپ دینا" لیکن معلوم ہوتا ہے۔ "پیسہ اخبار" کے شافت نے۔ یا تو اقتباس کرنے کی ناقابل برداشت زحمت سے بچنے کے لئے تمام کا تمام خط شائع کر دیا ہے۔ یا اس کے نزدیک جلی کردہ الفاظ کا شائع کرنا بھی مناسب بات ہوگی جسے دیکھ کر نہ معلوم جناب حاجی مولوی محبوب عالم صاحب کو کس قدر ندامت اور شرمندگی کا سامنا ہوگا۔ کہ جو بات وہ دوسروں کے منہ سے کہلوانا چاہتے ہیں وہ خود انہیں کی طرف سے بیان کر کے اس قصہ کی تجدید کر دی گئی ہے۔ جو اس طرح مشہور ہے۔ کہ ایک آدمی کے مکان پر آ کر کسی ایسے شخص نے اسے آواز دی جس کے سامنے آنے کی وہ جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو کہا جا کر "کہہ دو ابا گھر نہیں"۔ صاحبزادہ نے باہر آ کر کہہ دیا "ابا کہتے ہیں کہہ دو ابا گھر نہیں"۔ اس سے بلانے والے پر اصل حقیقت منکشف ہو گئی۔ یہ قصہ پیسہ اخبار پر اس لحاظ سے اور بھی زیادہ عمدگی کے ساتھ منطبق ہوتا ہے۔ کہ آج کل اس کے منتظم اعلیٰ مولوی محبوب عالم صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ جنہوں نے شاید اپنے والد ماجد کے آخری الفاظ کو جو وہ ان کے منہ سے نکلوانا چاہتے تھے۔ سوئے ادب سمجھنے کی وجہ سے انہیں کی طرف سے پیش کر دیئے ہیں۔

جس اخبار کی یہ حالت ہو اس سے بھلا کسی اور کو کس طرح حسن سلوک کی امید ہو سکتی ہے۔ اور اس کی نیش زنی پر کیونکر اظہار افسوس کی ضرورت سمجھی جا سکتی ہے۔

اخیر میں ہم پیسہ اخبار کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ بہتر ہو کہ وہ اس غلط بیانی کی صاف الفاظ میں تردید کر دے۔ جو ہمارے مناظر کے متعلق اس نے کی ہے لیکن اگر وہ اسے غلط بیانی نہیں سمجھتا۔ تو ہم چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے علماء میں سے کوئی بڑے سے بڑا عربی دان پیش کرے جو مجمع عام میں اختلافی مسائل میں سے کسی مسئلہ پر شیخ عبدالرحمن صاحب مصری سے عربی میں گفتگو کرے۔ اس سے ظاہر ہو جائیگا کہ شیخ صاحب موصوف کس قدر عربی جانتے ہیں۔ اور قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

"آریہ پترکا" کا افسوس

اخبار "آریہ پترکا" اپنے حال کے جلسہ کی کارروائی درج کرنے کے بعد اخیر میں لکھتا ہے۔ کہ

"اس موقعہ پر ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان جناب مولوی غلام الحسین صاحب پانی پتی اور رام رکھن پریسی ڈیرین مشن لاہور کے ساتھ مباحثہ نہ ہو سکا کیونکہ ان سب اصحاب کو فریقاً بہت تنگ وقت پر انہیں اطلاع دی گئی ہے۔"

ہمیں آریہ سماج کی طرف سے ۲۰- نومبر کو ایک خط موصول ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ۳۰- نومبر یکم و ۲- دسمبر کو ہمارا جلسہ ہے۔ آپ اگر کسی مضمون پر مباحثہ کرنا چاہیں۔ تو بذریعہ تار اطلاع دیں۔ یہ خط اگرچہ بہت ہی تنگ وقت پر ہمیں ملا۔ لیکن اس کے جواب میں ہم نے لکھ دیا۔ کہ "آریہ سماج سے انجمن احمدیہ لاہور مباحثہ کا انتظام کریگی" چنانچہ اس کے مطابق جو زبردست مباحثہ انجمن احمدیہ نے کیا وہ آریوں کو تا دیر یاد رہیگی۔ مگر چونکہ "آریہ پترکا"

کامل ایمان حاصل کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۶ دسمبر ۱۹۱۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جو بات انسان سمجھتا اور یقین رکھتا ہو اسکے متعلق اسکا یقین اگر انتہا تک پہنچ جائے۔ تو ضرور اس کے ثمرات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر آم کا درخت پھلدار نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک سنگترہ کے پیڑ کو پھل نہیں آتا۔ ہر انگور کی بیل کو خوشہ انگور نہیں لگتا اور ہر بیری کے درخت پر بیر نہیں آتے لیکن اگر تمام پہلو درست ہوں درخت کی ظاہری اور باطنی حالت میں کوئی نقص نہ ہو تو ضرور پھل آتے ہیں۔ پس ثمرات کا پیدا نہ ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہوتی کہ وہ درخت جس نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پھل کے نہ آنے کے باعث اس کے نام سے انکار ہو جائیگا۔ پھل نہ ہوں۔ لیکن نام اس کا وہی رہیگا۔ جو نام اسکا ہے۔ یعنی آم کا درخت سنگترہ کا پیڑ انگور کی بیل وغیرہ وغیرہ ہاں پھل کا نہ ہونا اس بات کی ضرور دلیل ہوگا کہ اس کو کمال حاصل نہیں ہے پس پھل کے نہ ہونے سے کمال کی نفی ہوگی۔ اس کے اسم کی نفی نہیں ہو سکتی۔

یہی حال ایمان کا ہے۔ بہت لوگ مومن ہوتے ہیں۔ مگر ان کا ایمان ثمردار نہیں ہوتا۔ لیکن ثمرات کے نہ ہونے سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ مومن نہیں۔ مومن تو ہیں۔ لیکن کامل مومن نہیں۔ جس غرض کے لئے ایمان دنیا میں نازل کیا گیا ہے۔ وہ غرض ان کے ایمان سے پوری نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص ایک خدا کا مومن ہو مگر ایمان کے ثمرات نہ رکھتا ہو تو اس کا ایمان کامل ایمان نہیں ہوگا۔ چنانچہ بہت لوگ ہیں جو اپنے عقائد پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔ مثلاً بہت عیسائی ہیں جو سچے دل سے عیسائیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر ان اعمال کو جو کچھ بھی عیسائیت میں ہیں بجا نہیں لاتے۔ یا بہت ہندو ہیں جو سچے دل سے اپنے دھرم پر یقین رکھنے کے باوجود ہندوانہ رسوم و اعمال کو بجا نہیں لاتے۔ یا مثلاً بہت سے مسلمان ہیں جو سچے دل سے اسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر باوجود اس یقین کے وہ شریعت پر عمل نہیں کرتے۔ اگر ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تب بھی مسلمان کہلانے سے انکار کرنا پسند نہیں کریں گے۔ لیکن عملی طور پر اسلام پر نہیں چلیں گے۔ یہی حالت دوسرے مذاہب کے لوگوں کی ہے۔ مگر باوجود اس جاں نثاری کے ان کے اعمال اس مذہب کے مطابق نہیں ہوتے

پس جو لوگ کسی کے کامل ایمان کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کے ثمرات دیکھیں کہ آیا اس کی عبادات شریعت کے مطابق ہیں۔ یا نہیں وہ اس کے احکام کا خیال رکھتا ہے یا نہیں۔ اور کیا ایسی حالت ہے یا نہیں کہ بھول کر بھی خدا کی نافرمانی کا خیال دل میں پیدا نہیں ہوتا جیسی فطرت صحیحہ ہوگی وہ چاہیگا کہ اس کا ایمان کامل ہو۔ کیونکہ کوئی شخص اچھی چیز کو چھوڑ کر بری کو ہرگز نہیں اختیار کرے گا۔ اور عمدہ اور طیب رزق کو چھوڑ کر سڑے اور گلے رزق کو نہیں کھائیگا پس اسی طرح فطرت صحیحہ والا شخص یہی چاہیگا کہ اس کا ایمان کامل ہو۔ یہ نہیں چاہیگا کہ اس کا ایمان نامکمل اور ادھورا ہو۔ لیکن کامل ایمان وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ثمرات ہوتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان حقیقی ایمان تھا۔ سب مسلمان الحمد للہ کہتے ہیں اور الحمد للہ کے معنی یہ ہیں کہ سب ہی تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو ہر قسم کے نقصوں سے پاک اور تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ ایسا جس کے لئے سب تعریفیں ہونگی وہی سب سے زیادہ حسین ہوگا اور جو سب سے زیادہ حسین ہوگا وہی زیادہ محبوب اور مطلوب ہوگا۔ اس لئے جو الحمد للہ کہتا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی حسین نہیں۔ لیکن اگر وہ اور چیزوں کی بھی پرستش کرتا ہے۔ تو وہ حقیقت میں الحمد للہ کے ثمرات سے بے خبر ہے۔ یوں تو الحمد للہ اپنے رنگ میں ہر ایک مذہب کا آدمی کہیگا مگر عمل اس کے مخالف ہوگا۔ لیکن جن کو واقعی اس پر یقین ہوگا۔ ان کا عمل ان کے ایمان پر گواہی دیگا۔

ان لوگوں کے مقابلہ میں جو الحمد للہ تو کہتے ہیں۔ مگر ان کے اعمال اس پر گواہی نہیں دیتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو آپ نے بھی الحمد للہ کہا۔ کہ خدا کے لئے سب خوبیاں ہیں۔ پھر آپ نے اس قول کو زندگی کے ہر ایک شعبے میں نبا ہا۔ فرانس کا ایک مشہور مصنف لکھتا ہے کہ ہم کچھ بھی (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کہیں۔ ہم کہیں کہ وہ پاگل تھا۔ مجنوں تھا۔ اس نے دنیا میں ظلم کئے اس نے سوسائٹی میں تفرقہ ڈالا۔ مگر ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس کو خدا کے نام کا سخت جنون تھا۔ ہم اور کچھ بھی کہدیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کو خدا سے تعلق نہیں تھا۔ وہ جو کچھ بھی کرتا۔ اور وہ جس حالت میں بھی نظر آتا خدا کا نام ضرور اس کی زبان پر ہوتا اگر وہ کھانا کھاتا تو خدا کا نام لیتا۔ اگر کپڑا پہنتا تو خدا کا نام لیتا۔ اگر پاخانہ جاتا تو خدا کا نام لیتا۔ پاخانہ سے فراغت پاتا تو خدا کا نام لیتا شادی کرتا تو خدا کا نام لیتا۔ غم میں مبتلا ہوتا تو

خدا کا نام اس کی زبان پر ہوتا۔ کوئی پیدا ہوتا تو خدا کا نام لیتا۔ کوئی مرتا تو خدا کا نام لیتا۔ اگر اٹھتا تو خدا کا نام لیتا۔ اگر بیٹھتا تو خدا کا نام لیتا۔ سونے لگتا تو خدا کا نام لیتا۔ جاگتا تو خدا کا نام لیتا۔ صبح ہوتی تو خدا کا نام لیتا۔ شام ہوتی تو خدا کا نام لیتا۔ بہرحال محمد کو کچھ بھی کہو مگر اللہ کے لفظ کا اس کو ضرور جنون تھا۔

یہ نمونہ ہے آپ کے اعمال کا کہ دشمن سے دشمن بھی مجبور ہے اس بات کا اقرار کرنے پر کہ آپ کے لب پر ہر وقت اور ہر حال میں اور آپ کی ہر ایک حرکت و سکون میں خدا ہی نظر آتا تھا۔

یہ ایمان ہے جو اسلام مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پس مومن کو چاہیئے کہ کامل ایمان پیدا کرے۔ بہت ہیں جو ایمان کی لاف مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کو ہی تمام خوبیوں والا یقین کرتے ہیں۔ مگر ان کے اعمال اس کے خلاف ہوتے ہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تمام دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ جو خدا کے برابر حسین۔ اور خدا کے برابر خیر و خوبی والی ہو ہر ایک چیز میں تغیر اور زوال ہے۔ حتیٰ کہ طبقات الارض والے کہتے ہیں۔ کہ ایک وقت آئیگا جب کہ سورج اور چاند بھی ٹوٹ جائیں گے ایک نئی زمین اور نیا آسمان نیا سورج اور نیا چاند پیدا کیا جائیگا۔ پس ان تمام اشیاء میں تغیر ہے مگر خدا کے لیے فنا نہیں۔ کوئی چیز نہیں جو خدا کے سوا کام آنے والی ہو۔ اس لئے اس سے تعلق پیدا کرو۔ اور اسی سے محبت کرو۔ اسی سے پیار کرو دنیا کے رشتہ کسی کام نہیں آئینگے۔ محض خدا کی محبت اور اسی کا تعلق کام آنیوالی چیز ہے۔ کیونکہ آخر میں اسی سے واسطہ ہے۔ اور وہی اس قابل ہے۔ کہ اس سے محبت کی جائے۔ ہر حالت اور ہر ایک شعبہ زندگی و موت میں سوائے خدا کے اور کوئی چیز کام آنیوالی نہیں خدا کی ذات ہی ایسی ذات ہے کہ اس

الناظر

تبلیغ رسالت

یعنی

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات کا مجموعہ

حضرت مسیح موعود نے اپنے اس کام کو جس کے لئے مبعوث ہوئے تھے مکمل کرنے کے لئے ضروریات کے مطابق سلسلہ اسلامی صداقتوں کو ظاہر کرنے۔ اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے علاوہ تصانیف کے اشتہارات کو بھی ایک ذریعہ بنایا۔ وہ اشتہارات شائع ہوئے۔ اور اس وقت سعید روحوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ مگر افسوس کہ ساتھ کے ساتھ ان کی حفاظت نہ کی گئی۔ حالانکہ یہ ایک بے بہا اور بہت نافع چیز تھی۔ اور باتوں کے علاوہ ان اشتہارات میں حضرت مسیح موعود کی وہ سوانح ہے۔ جس سے حضور کی صداقت روز روشن کی طرح چمکتی ہے۔ اور ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کی ابتدائی حالت کیا تھی۔ آپ کے مخالفین کی طرف سے آپ کے مقابلہ میں کیا کچھ کیا گیا اور آپ نے ان کے جواب میں کونسا طریق عمل اختیار کیا۔ اور جب دنیا آپ کے مٹا دینے کے لئے آمادہ اور تیار ہوئی تو وہ کونسی ہستی تھی جس نے ہر میدان میں آپ کی حفاظت فرمائی۔ غرض حضرت مسیح موعود کے کیرکٹر کی مضبوطی۔ آپ کا تعلق باللہ آپ کے دشمنوں کے مکائد اور آپ کا صادقانہ رویہ اور پلید دشمنوں سے سلوک مرحمت ادیان باطلہ پر اتمام حجت اور اسلامی پہلوان حضرت مسیح موعود بروزنبی آخر الزماں کی شجاعت۔ استقلال۔ مخالفین اسلام کے لئے ہزار ہا روپیہ انعام مقرر کر کے چیلنج مقابلہ وغیرہ یہ سب امور اگر وسعت کے ساتھ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں۔ تو وہ حضور کے اشتہارات ہیں۔ لیکن چونکہ بدقسمتی سے ان کو اس وقت ایک وقتی چیز سمجھ کر حفاظت سے نہ رکھا گیا۔ اس لئے ان کا ملنا مشکل ہو گیا۔ اس مشکل پر غالب آنے کی مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے آج سے بہت عرصہ پہلے کوشش شروع کر دی۔ جو آخر کار نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور آپ نے کئی قسم کی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے اشتہارات کا ایک اچھا مجموعہ مہیا کر لیا۔ جن کی تعداد ڈھائی سو کے قریب ہے ان میں بعض اشتہار کہنے کو تو اشتہار ہیں۔ مگر درحقیقت کتاب یا رسالہ ہیں۔ ان اشتہارات کو جناب میر صاحب موصوف نے سلسلہ وار شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ احمدی احباب ان بیش بہا مضامین سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ جو مسیح موعود نے تحدی اور خاص شان میں رقم فرمائے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک دو نمبر شائع ہو چکے ہیں کاغذ سفید لکھائی چھپائی اچھی اور ٹائیٹل پیج رنگین سائز ۲۰×۲۶ اور حجم ایکسو ساٹھ ۱۶۰ صفحہ ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ ضرور ان کو خرید کر مستفیض ہوں۔ قیمت ہر دو حصے معہ محصولڈاک [illegible] ہے۔ اور دفتر اخبار فاروق سے مل سکتے ہیں ابھی آٹھ حصہ اور شائع ہونگے۔

احمدیہ ڈائرکٹری

معاصر فاروق نے احمدیہ ڈائرکٹری کے شائع کرنے کے لئے جو تحریک کی ہے۔ ہمارے خیال میں بہت مناسب اور موزوں ہے۔ بشرطیکہ اس میں تمام ضروری امور کو درج کرنیکا پورا پورا انتظام کیا جائے۔ اور ان ضروریات کو پورا کرنیکا خیال رکھا جائے جو احمدی احباب کو عام طور پر لاحق رہتی ہیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو یہ احمدی احباب کی بہت بڑی اور قابل یادگار خدمت ہو گی۔ فی الحال اسکا جو خاکہ شائع کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان احمدی اصحاب کے نام جو ۸ (آٹھ) آنہ پیشگی دیں (یہ دراصل ڈائرکٹری کی قیمت ہے) ذیل کے حسب ذیل طریق سے درج کئے جائینگے پورا نام۔ مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ و ضلع۔ اسوقت کیا

بمبئی میں تبلیغ اسلام

عیسائی مناظر کا فرار

گزشتہ دنوں میں ہر چہار شنبہ کی شب کو جو مباحثہ ایک پادری صاحب سے ہوا کرتا تھا۔ متواتر چار ہفتہ تک چلا۔ چوتھے ہفتہ کے بعد پادری صاحب پھر تشریف نہیں لائے۔ مباحثہ اس امر پر تھا کہ حضرت مسیحؑ نے صلیب پر جان دی۔ یا نہیں۔ ہم نے بہت واضح طور پر اناجیل سے اور نیز عیسائی مورخین کے اقوال سے یہ ثابت کر دیا کہ مسیحؑ نے ہرگز صلیب پر جان نہیں دی۔ بلکہ زندہ اُتر آئے۔ یہانتک کہ مسیح نے اپنے زندہ اُتر آنے پر یقین نہ کرنے والوں کو بے ایمان کہا ہے جیسا کہ .... وہ فرماتے ہیں۔ اپنی انگلی پاس لاکر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لاکر میری پسلی میں ڈال اور بے ایمان نہ ہو۔ اور پھر فرماتے ہیں۔ تم گھبراتے کیوں ہو اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتا ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کو ہڈی اور گوشت نہیں ہوتی۔ لوقا باب ۲۴۔ آیت ۳۹ تا ۴۰۔

پھر یونس نبی کی طرح نشان کا وعدہ اور ملعونی موت سے بچنے کے لئے مسیح کی دعا اور اس کی قبولیت۔ لعنت اور اس کا مفہوم ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے صلیب پر جان نہیں دی۔ اور نہ جان دینا چاہتے تھے۔ چار ہفتے تک مباحثہ رہا۔ لیکن پادری صاحب ہمارے دلائل کی تردید ہرگز نہ کر سکے۔ کبھی کبھی ایسے حوالے پیش کر دیتے تھے۔ جن سے ہمارے دلائل کی تو تردید نہیں ہوتی تھی البتہ انجیل کا تناقض ثابت ہوتا تھا۔ ان عیسائی مورخین کو جو کہ اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح صلیب سے زندہ اُتر آیا۔ پادری صاحب بیدین۔ ملحد۔ اور کافر کہہ کر ان کے اقوال کو قبول نہیں کرتے تھے۔

میں نے صلیب اور اس کی حقیقت۔ ملعونیت اور اس کی حقیقت۔ حضرت مسیح کی دعا اور اسکی قبولیت مسیح کا صلیب سے بچنا۔ اور اس کی شہادت وغیرہ کو مفصل طور سے بیان کیا اور کہا کہ اگر ایسے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچنے کے آپ قائل نہیں ہیں اور خواہ مخواہ حضرت مسیح کو مصلوب بنانے کی ضد ہے۔ تو مہربانی فرما کر آپ یہ ثابت کر دیں کہ کسی مومن مسیحی یا حواری نے مسیح کو صلیب پر جان دیتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مگر یاد رکھیں کہ آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے پس صلیب پر مرجانیکا اعتقاد یقینی اور عینی شہادت پر مبنی نہیں ہے۔ ہم نے کہا آپ ہزار کوشش کریں تو بھی کسی حواری کی عینی شہادت نہیں پیش کر سکتے۔ اس وقت سارے حواری چلے گئے تھے۔ ایک تھا جس کو کہ حضرت مسیح نے بطور نصیحت کچھ باتیں صلیب کے تختے پر سے کہیں۔ لیکن وہ بھی اسی وقت چلا گیا۔ ہاں کچھ عورتیں تھیں۔ مگر لکھا ہے۔ کہ وہ بھی دور سے دیکھ رہی تھیں۔ اولاً تو یہ وہی عورتیں تھیں۔ جو کہ مصروع اور آسیب زدہ کو بھی مردہ سمجھا کرتی تھیں۔ ثانیاً دور سے بیہوشی اور موت کی تمیز ایک ڈاکٹر بھی نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ نبض کی چال اور قلب کی حرکت کو بغور نہیں دیکھ لے۔ چہ جائیکہ عورتیں اور وہ عورتیں جو کہ نوم غرق اور صرع اور آسیب زدہ انسان کو بھی مردہ سمجھ لیا کرتی تھیں وہ عورتیں دور سے بیہوشی اور موت میں تمیز کر سکتیں۔ علاوہ بریں ان عورتوں میں سے بھی کسی نے گواہی نہیں دی ہے۔ کہ ہم نے مسیح کو صلیب پر مرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بلکہ ان میں سے مریم مگدلینی کی شہادت ہے۔ کہ مسیح مرا نہیں۔ دیکھو انجیل مرقس باب ۱۶۔ آیت ۱۱۔ پادری صاحب نے یونس نبی کے نشان کے متعلق یہ کہا ہے کہ مسیح نے اس طرح کا نشان دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔ اس سے صرف یہ مطلب ہے کہ ابن آدم بھی تین دن قبر میں رہیگا۔ میں نے کہا کہ اگر اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ مسیح صلیب پر مر کر تین دن قبر میں رہیگا۔ تو یہ حضرت مسیح کی صداقت کا نشان نہ ہوا۔ بلکہ یہودیوں کے دعویٰ کی تائید ہوئی۔ کیونکہ بدکار یہودی تو حضرت مسیح سے ان کی صداقت کا نشان چاہتے تھے۔ نہ کہ ملعونیت کا نشان۔ پس اگر معاذ اللہ حضرت مسیح نے صلیب پر مر کر بدکار یہودیوں کو نشان دکھایا تو یہ مسیح کی صداقت کا نشان نہیں ہوا۔ بلکہ یہودیوں کی صداقت کا نشان ہوا۔ اس کا جواب بھی پادری صاحب نہ دے سکے۔ پھر پادری صاحب نے عینی شہادت کے ثبوت میں ایک شخص یوسی بیس کا نام پیش کیا۔ اور کہا کہ اس نے مسیح کو صلیب پر مرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہم نے کہا کہ یوسی بی اس " دوسری صدی کا انسان ہے [illegible] میں روم کا بشپ ہوا۔ اور اسی سنہ میں اس کا انتقال ہوا۔ یہ کس طرح مسیح کو صلیب پر مرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ یوسی بی اس" مسیح کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ اور اس نے مسیح کو صلیب پر مرتے ہوئے دیکھا تو میں آپ کو انعام دونگا۔

اس سے پادری صاحب کو بھرے مجمع میں لاجواب اور شرمندہ ہونا پڑا۔ اور پھر اس دن کے بعد مباحثہ کے لئے تشریف نہیں لائے۔

ایک مولوی صاحب سے مباحثہ اور ان کا فرار

ختم نبوت پر جو مباحثہ ہفتہ وار انجمن ضیاء الاسلام کے مولوی صاحب کے ساتھ جاری تھا۔ چار ہفتہ تک چلا۔ آخر کو سخت لاچار اور لاجواب ہو کر

انجمن ضیاء الاسلام کے مولوی صاحب بھی فرار کر گئے۔ لوگوں نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ ضیاء الاسلام کے مولوی صاحب آپ کے ساتھ مباحثہ کے قابل نہیں ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ختم نبوت پر مفصل تقریر چار ہفتے تک ہوئی اور لوگوں نے بہت ذوق سے سنا

چکڑالوی مولوی کے ساتھ مباحثہ

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب چونکہ مولوی عبد الرؤف صاحب کے قائم مقام بلکہ اُن سے بھی چکڑالوی خیال کے تھے۔ انھوں نے مسیح موعود علیہ السلام کی ضد میں آکر یہ دعویٰ کیا کہ خدا کے سوا ہر کسی کی اطاعت چاہے نبی ہو یا امام حرام ہے۔ اور دلیل میں ذیل کی آیتوں کو پیش کیا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکافرون۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الظالمون۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الفاسقون

اور نتیجہ یہ نکالا کہ خدا کے سوا اور کسی کی پیروی اور اطاعت چاہے وہ نبی یا امام ہو حرام ہے۔ مولوی صاحب کو ان کی غلطیوں اور غلط فہمیوں سے آگاہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہ آیتیں نبی اور امام کی ضرورت اور اطاعت کو منسوخ نہیں کرتیں۔ بلکہ ان کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے کلام اور احکام کے خلاف چلنے والا۔ اور چلانے والا فاسق ظالم اور کافر ہے۔ خدا کے کلام اور احکام تو یہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اور نبی کی اطاعت اور پیروی ضروری ہے۔ جیسا کہ فرمایا انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینهم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولئک هم المفلحون اور پھر فرمایا ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک هم الفائزون۔ اور پھر فرمایا قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم اور پھر فرمایا واقیموا الصلوٰة وآتوا الزکوٰة واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (نور ع ۷)

مولوی صاحب کے اعتقاد اور استدلال کی حقیقت کو جب کھول کر میں نے بتایا۔ تو سامعین کو مولوی صاحب کے استدلال اور اعتقاد پر افسوس ہوا۔ اور خود مولوی صاحب کو شرمندگی اٹھانی پڑی۔ اس کے بعد پھر مولوی صاحب کو مباحثہ کی جرأت نہیں ہوئی۔

مولوی معین الدین صاحب اجمیری ناظم مدرسہ معینیہ کا چیلنج مباحثہ اور اُس کا انجام

محرم کے ایام میں بہت سے علماء باہر سے بمبئی آئے تھے۔ اخبار "مفید روزگار" کے ایڈیٹر نے اور انجمنوں کے سکرٹریوں نے بہت غیرت دہ الفاظ میں ان کو ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ و برانگیختہ کیا تھا۔ اور ہمیں امید تھی کہ یہ محرمی علماء ضرور متفقہ طور پر مباحثہ کے لئے اٹھیں گے۔ لیکن ان لوگوں نے صرف اپنی اپنی مجلسوں میں تبرہ بازیاں کیں اور چلتے بنے۔ بعد محرم ان میں سے صرف ایک مولوی صاحب کچھ دل والے نکلے جنھوں نے بطور خود جرأت کرکے یا لوگوں کے اصرار سے مجبور ہو کے مباحثہ کا تحریری پیام میرے نام بھیجا ان کا نام مولوی معین الدین صاحب ہے جو کہ اجمیر کے مدرسہ معینیہ کے ناظم ہیں ان کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم احمدی مولوی کو ۵ منٹ میں لاجواب کر دیں گے۔

ہم نے ان کے چیلنج کو بہت جلد اور بخوشی منظور کر لیا۔ خط و کتابت کے بعد شرائط طے ہو گئے۔ تاریخ اور وقت مقرر ہو گیا اور مقام مباحثہ احمدیہ ہال مقرر ہوا۔ چنانچہ تاریخ مقررہ اور مقام مقررہ پر مولوی صاحب کی انتظار رہی۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب نہ آئے اور ایک رقعہ لکھ کر بھیج دیا کہ سنا ہے کہ سرکار نے آپ لوگوں کو مباحثہ سے روک دیا ہے۔ اس لئے ہم نہیں آئیں گے۔ ادھر سے جواب دیا گیا کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ سرکار نے مناظرہ سے ہم کو ہرگز نہیں روکا ہے۔ ہمارے یہاں مہینوں سے برابر مباحثے ہوتے ہیں۔ اور ہر ہفتے دو دو۔ بلکہ بعض ہفتے میں تین تین مباحثے مخالف لوگوں سے ہوتے ہیں۔ کبھی سرکار نے ہم کو منع نہیں کیا۔ اب جبکہ آپ سب باتیں طے کر چکے ہیں۔ تو انکار نہ کریں ضرور تشریف لائیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب کا خط آیا کہ اب ہم اپنے مکان جاتے ہیں اوائل دسمبر میں آکر مباحثہ کریں گے۔ پھر ہم نے ان کو جواب دیا کہ اگر آپ جاتے ہیں۔ تو زبردستی ہم آپ کو روک نہیں سکتے۔ مباحثہ کا چیلنج آپ نے دیا تھا شرائط آپ نے طے کئے تھے وقت اور تاریخ اور مقام بھی آپ نے مقرر کیا تھا اب خود ہی آپ انکار کرتے ہیں۔ اور دسمبر میں کہتے ہیں مجھے وہ بھی منظور تھا اور یہ بھی منظور ہے۔ غرضکہ اجمیری مولوی صاحب نہ آئے۔ ہم نے سامعین کو ان کے سارے خطوط پڑھ کر سنا دیئے۔ ان لوگوں کو جن کے سامنے مولوی صاحب نے کہا تھا کہ ہم ۵ منٹ میں احمدی مولوی کو لاجواب کر دیں گے۔ نہایت شرمندگی ہوئی اور ہماری جماعت کو خدا کے فضل سے سرخروئی حاصل ہوئی ہمارے پاس اجمیری مولوی صاحب کے سب خطوط موجود ہیں۔ دسمبر کے ختم پر انشاء اللہ ان کو شائع کر دیں گے۔

ایک آغاخانی خوجہ کے ساتھ مکالمہ

ایک روز دو آغاخانی خوجے آئے اور کہنے لگے کہ دنیا کے لوگ آخر زمانہ کے مصلح کے منتظر ہیں۔ لیکن ہم لوگ منتظر نہیں۔ بلکہ یہ سناتے ہیں کہ وہ آگیا۔ ہم نے کہا کہ ہم لوگ منتظر نہیں بلکہ ہم نے خدا کے فضل سے اس کو پالیا اور مان لیا ہے اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰة والسلام ہیں۔ لیکن اگر آپ کے

خیال میں کوئی اور ہے۔ تو اس کے نام و نشان سے مطلع کریں۔ حق ہونے کی صورت میں اسکو بھی قبول کر لینگے۔ ہم مومن ہیں اور ہمارا شیوہ مان لینا ہے

آغاخانی خوجہ نے بہت اصرار کے بعد بتایا کہ وہ نامدار آغا خاں ہیں۔

میں کن دلائل اور نشانات سے

آغاخانی دانیل نبی کی پیشگوئی سے جیسا کہ لکھا ہے۔ اور اس وقت میکائیل وہ بڑا امیر جو تیری قوم کی حمایت کے لئے کھڑا ہے اُٹھیگا اور اُس وقت تکلیف کا وقت ہوگا جو اُمت کی ابتداء سے اس وقت تک نہیں ہوا تھا۔

(دانیل باب ۱۲ آیت ۱)

میں اس پیشگوئی کو آغا خاں صاحب سے کیا تعلق

آغاخانی - اس مصیبت کے دن سے مراد یہی جنگ ہے۔ جس میں کہ آغاخانصاحب نے انگریزوں کی حمایت کی۔ اس لئے وہ میکائیل آغاخانصاحب ہیں۔

میں اولاً تو آپ نے لفظ میکائیل کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ثانیاً جس قوم کی حمایت کیجائیگی اس میں عیسائیوں کی تخصیص نہیں نکلتی بلکہ اگر تخصیص ہو سکتی ہے۔ تو قوم یہود کی۔ ثالثاً اگر صرف عیسائی قوم مراد ہے۔ تو یہ جنگ اصل عیسائی قوموں کے درمیان ہے ان میں سے کس کی حمایت کرے گا۔ اور کس کی نہیں اسکی بھی کوئی تخصیص نہیں۔ رابعاً اگر انگریز قوم مراد ہو تو انگریزوں کی حمایت میں صرف آغاخانصاحب ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ہم بھی ہیں۔ اور آپ بھی ہیں اور ساری رعایا اور سارے راجے اور سارے نواب اور امراء ہیں۔ خاصکر اگر ممتاز حمایت کسی نے گورنمنٹ برطانیہ کی کی ہے۔ تو وہ امریکہ کے لوگ اور ان کا پریذیڈنٹ ولسن ہے

آغاخانی - پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمایت کرنے والا اسکی قوم سے نہیں ہوگا۔ بلکہ غیر قوم میں سے ہوگا۔

میں - اس میں آغاخانصاحب کی خصوصیت نہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت کرنے والے بہت سے غیر قوم کے لوگ ہیں۔

آغاخانی حمایت سے مراد یہ ہے۔ کہ حمایت کرنے والا روحانی قوت سے مدد کرے۔ اور ظاہری کوئی ساز و سامان وغیرہ اس کے پاس نہ ہو راجہ اور نواب وغیرہ نے جو حمایت کی ہے وہ اپنی فوج اور ساز و سامان سے کی ہے لیکن نامدار آغا خاں نے صرف روحانی قوت سے کی ہے۔

میں تو موجودہ زمانہ گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت روحانی قوت سے کرنے والے تو ہمارے امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ہیں۔ جس قدر روحانی قوت و دعا وغیرہ سے انھوں نے اور ان کے خدام نے گورنمنٹ کی مدد کی ہے اور کسی نے نہیں کی ہے۔

آغاخانی - لیکن اس کو اس جگہ یعنی لنڈن میں موجود ہونا چاہیئے۔

میں - افسوس کہ آپ زبردستی اپنی طرف سے وہ شرطیں لگاتے ہیں۔ جو کہ پیشگوئی میں مذکور نہیں۔ لیکن پھر اس میں آغاخانصاحب کی خصوصیت نہیں دکھا سکتے ہیں۔ دیکھئے اس میں آغاخانصاحب کی خصوصیت نہیں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی سیدنا حضرت محمود احمد ایدہ اللہ کے حکم سے ان کے دو خادم اس وقت لنڈن میں بھی موجود ہیں اور صرف روحانی قوت سے کام کر رہے ہیں۔ اور دعاؤں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت کر رہے ہیں۔ ایک کا نام قاضی عبد اللہ صاحب ہے اور دوسرے بزرگ کا نام حضرت مفتی محمد صادق صاحب ہے۔ آخر الذکر بزرگ ٹھیک اُسی وقت لنڈن کو روانہ ہوئے ہیں جب کہ جنگ کے اعتبار سے سخت مصیبت کا دن تھا۔ وہ یہاں سے کوئی ساز و سامان لیکر روانہ نہیں ہوئے۔ صرف روحانی قوت کے بھروسے پر روانہ ہوئے پھر دنیا کی کوئی ڈگری حاصل کرنے کے لئے روانہ نہیں ہوئے بلکہ روحانی قوت اور اسکی اشاعت کے لئے روانہ ہوئے اور انھوں نے اس قوت کے بھروسے پر سخت ترین مصیبت کے دنوں میں اپنے آپ کو سمندر کی پرشور لہروں میں ڈال دیا۔ اپنے لئے اور گورنمنٹ کے بیڑے کے لئے دعا کی اور خدا نے اسی وقت اسکی خبر بھی دی کہ تو اور یہ بیڑہ جس پر تو سوار ہے ساحل مراد پر پہنچیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر جب لنڈن پہنچے تو دنیاوی اعتبار سے اتنا بھی ساز و سامان ان کے پاس نہیں تھا کہ جتنا دنیاوی ساز و سامان آغاخانصاحب کے پاس ہے پھر انھوں نے ہر موقعہ پر سلطنت کی گورنمنٹ کے لئے دعا کی اور خدا نے سنی۔ پس اگر آپ کی توجیہ کی رو سے یہ پیشگوئی کسی ایسے انسان پر چسپاں ہو سکتا ہے۔ جو لنڈن میں ہو اور بے سر و سامان ہو۔ اور روحانی قوت رکھتا ہو تو وہ ہمارے خلیفۃ المسیح ثانی حضرت محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ کے خادم حضرت مفتی محمد صادق صاحب پر چسپاں ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد آغاخانی صاحب کو پھر کوئی بات پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو کہنے لگے اچھا اس وقت ہم جاتے ہیں پھر آئیں گے۔ اس وقت ہم اس لئے آئے تھے۔ کہ آپ کی انجمن کے قریب ہی اپنی انجمن قائم کریں۔ اور آپ کوئی مکان اپنے قریب میں دلائیں۔ میں نے کہا کہ ہم کو بہت خوشی ہوگی اگر آپ ہمارے قریب ہی انجمن بنائیں گے۔

خدا کا شکر ہے۔ کہ آجکل بمبئی کی اکثر مذہبی انجمنیں ہماری انجمن کے قریب ہی اپنی انجمن بنانا چاہتی ہیں۔ انجمن ضیاء والا اسلام کے سیکرٹری